اس گھرکوآگ لگی گھرکے چراغ سے

شہرپرنامبٹ کے دیوبندی عالم کا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پراعتراض اوراسکا جواب

مولف

کبیراحمد شیخ



شہرپرنامبٹ کےدیوبندی عالم کا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پراعتراض اوراسکا جواب



مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت
پاتا ہوں رہا عملدرآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس
دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت وضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہیئے

مولف

کبیراحمد شیخ

جب بھی میلاد کا مہینہ آتا ہے ہر طرف سے مخالفین حضرات محفل میلاد کے خلاف تقریریں کرنا شروع کردیتے ہیں.

گزشتہ سال ۲۰۱۹ کو شہر پر نام بٹ کے ایک دیوبندی عالم نے اپنی تقریر میں کہا کے نبی کریم صل اللھ الی وسلّم کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع اول ہے. اور سنیوں سے سوال کیا کے نبی پاک کی ولادت کی تاریخ میں مختلف اقوال ہیں مگر وفات میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے اور وفات کی تاریخ ۱۲ ربیع اول ہے. پھرسنی حضرات ۱۲ ربیع اول کو کس بنا پر میلاد مناتے ہیں. اور یہ بھی سوال کیا کے وہ ۱۲ تاریخ کو نبی کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں یا وفات کی؟

<u>آڈیو کی لنک یہاں ہے آپ ڈونلوڈ کرسکتے ہیں</u>

<u>https://archive.org/details/hafiz-ibrahim-bayan-12th-is-demise-2020-03-02-at-6.49.05-pm-main-clip</u>

اسکے جواب میں فقیر نے یہ بات پیش کی کے وفات میں بھی اختلاف ہے اور یہ خود دیوبندیوں کی کتابوں سے ثابت ہے. میں یہاں زیادہ تفصیل سے بات نہیں کرونگا کیونکے آگے آنے والی تحریر بہت صاف ہے جس میں تمام حوالاجات پیش کئے گئے ہیں. الحمدلللہ مکمّل گفتگو کے بعد مجھے جواب ملا اور یہ بات واضح ہوگیی کے وفات کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے

امام ابن حجر عسقلانی رحمت اللہ علیھ کے قول پر یہ بحض ختم ہوتی ہے. میں حافظ صاحب کا شکر گزار ہوں کے انہونے مجھے جواب سے نوازا اپنے قیمتی وقت میں.

فقیر

کبیر احمد شیخ

فقیر کی جانب سے بھیجی گی پہلی تحریر

مقام: پرنام بٹ

تاریخ:10.03.2020

محترم حافظ ابراھیم صاحب،

مدرسہ دعوۃ القرآن، پرنام بٹ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمدللہ میں خیریت وعافیت سے ہوں اور اُمید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔

چند ماہ قبل مجھے واٹس اپ کے ذریعہ ایک آڈیو ملا جو آپ کی طرف منسوب ہے۔ اور یہ وہ بیان ہے جو آپ نے مسجد فضل میں جمعہ کے دن کیا تھا اور ربیع الاول 2019 کا مہینہ تھا۔ اس بیان میں میلاد النبی ﷺ کے مطابق آپ نے کئی باتیں پیش کی تھی مگر ان تمام کو یہاں پر پیش کرنا ضروری نہیں سمجھتا ہوں۔

ضروری وضاحت: ہندوستان کے موجودہ حالات میں مجھے ہرگز پسند نہیں کے میں ان مسائل پر گفتگو کروں۔ مگر میری مجبوری ہے کہ جب آپ نے امّت کے سامنے سوال رکھ ہی دیا ہے تو میں ضروری سمجھتا ہوں کے عوام اہل سنت کی طرف سے میں بھی اپنا جواب پیش کردوں۔

آپ نے بیان کے دوران محفل میلاد منانے والوں سے ایک سوال خصوصی طور پر کیا ہے میں اس کا مفہوم اپنے الفاظوں میں پیش کرتا ہوں اگر غلطی ہو تو میری اصلاح کردیں۔ ویسے آڈیو بھی میں آپ کو بھیج دونگا۔ آپ نے کہا ہے کہ "نبی ﷺ کی ولادت کے دن میں کئی اقوال ہیں اور اختلاف بھی ہے۔ جیسے کوئی کہتا ہے ربیع الاول ۹، کوئی کہتا ہے ربیع الاول ۱۰، کوئی کہتا ہے ربیع الاول ۱۲، **مگر تاریخ وفات صرف ۱۲ ربیع الاول ہے، جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔** اور میلاد منانے والوں سے ہمارا سوال ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں یا وفات کی خوشی"؟

محفل میلاد منانا جائز ہے یا ناجائز اس کی بحث ضروری نہیں، اور اسی طرح ولادت کے دن میں بھی کئی اقوال ہیں جیسا آپ نے فرمایا اس بات پر بھی کوئی گفتگوں ضروری نہیں۔ کیونکہ ولادت کے مطابق جو بات آپ نے کہی وہ درست ہے۔

مگر آپ نے واضح الفاظوں میں کہا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول وفات کا دن ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل درست نہیں ہے اور خود آپ کے اکابریں کے خلاف ہے، ولادت کی طرح وفات کے دن میں بھی اختلاف ہے اور کئی اقوال موجود ہیں اور اس سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مگر آپ کا کہنا کہ کسی کا اختلاف نہیں ہے یہ بات کسی بھی طرح درست نہیں ہے اور قابل گرفت ہے۔

(KABEER AHMED)
10.03.2020

Page-1/2

-2-

دوسری بات یہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک انبیا علیہ السلام ﷺ کی وفات پر ماتم کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ہم اس تصور کے قائل ہیں۔ ہم اپنے نبی ﷺ کو زندہ مانتے ہیں اور ظاہری دنیا سے ان کا وصال ہونا بھی اللہ کی رحمت ہے۔ بے شک نبی ﷺ کی ولادت اور وفات دونوں امت کے لئے باعث رحمت ہے۔ حدیث میں آتا ہے "تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے (صحیح البخاری)۔ اب یہ پوچھنا کے ۱۲ ربیع الاول کو وفات کی خوشی مناتے ہو یہ سوال ہی باطل ہے۔ بہرحال میں نے صرف اپنا عقیدہ پیش کیا ہے دلائل کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مسئلہ بھی انشاء اللہ پر کبھی علیحدہ گفتگو کرلیں گے۔

اس تحریر سے میں صرف اور صرف آپ سے ایک بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ثابت کریں کے وفات میں صرف ۱۲ ربیع الاول کا ہی قول ہے اور کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انشاءاللہ آپ کا جواب تحریر میں آنے کے بعد میں اپنی طرف سے دلائل پیش کروں گا، جس میں آپ کے اکابریں نے بھی ۱۲ ربیع الاول کی نفی کی ہے اور اختلاف کا نظریہ موجود ہے۔

اس مسئلہ میں آپ مدعی ہونے کے حیثیت سے میں امید کرتا ہوں کہ آپ تمام دلائل سے نوازیں گے۔ جواب کا منتظر

فقط والسلام

کبیر احمد شیخ

(KABEER AHMED)

10.03.2020

WHATSAPP NO: +971544230155

EMAIL: gulamnawaz@yahoo.co.in

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پراعتراض اوراسکا جواب

فقیر کی جانب سے بھیجی گی دوسری تحریر

مقام: پرنام بٹ

تاریخ: 05.06.2020

تحریر نمبر: 02

محترم حافظ ابراھیم صاحب

مدرسۂ دعوۃ القرآن، پرنام بٹ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

عوام اہل سُنَّت پرنام بٹ کی طرف سے 10.03.2020 کو میں نے ایک تحریر آپ کے نام سے بھیجی تھی۔ اس تحریر میں آپ سے دلائل طلب کئے گئے تھے جس کا آپ نے دعوہ کیا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کی تاریخ صرف ۱۲ ربیع الاول ہے اور اس میں کس کا اختلاف نہیں ہے اور آپ نے عوام اہل سُنَّت جو محفل میلاد مناتے ہیں ان سے سوال کیا تھا کہ محفل میلاد میں ۱۲ ربیع الاول کو وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے ولادت کی خوشی مناتے ہیں یا غم کی؟

آپ سے تحریر میں جواب نہ آنے کی وجہ سے جب آپ سے گفتگو ہوئی تو آپ نے تحریر میں جواب دینے سے انکار کر دیا اور کہا کے آپ کو ان چیزوں کے لئے وقت نہیں ہے اور آپ سنت نبوی ﷺ کو زندہ کرنے میں مصروف ہیں۔ اللہ سے دعاء ہے کہ وہ آپ کو اسی طرح دین کے کاموں میں مصروفیت عطا فرمائے۔آمین۔

افسوس کی بات ہے کہ شہر پرنام بٹ میں علماء اہل سُنَّت موجود نہیں ہیں جو عقائد اہل سُنَّت کا دفاء کریں اس لئے آپ جو چاہیں اپنی تقریر میں بیاں کریں اور کوئی آپ سے سوال نہیں کریگا۔ اس بنا پر آپ نے مسجد فضل میں محفل میلاد کے خلاف تقریر کی تھی۔ بہر حال اللہ کے فضل سے فقیر آپ کے عقائد سے تھوڑی واقفیت تو ضرور رکھتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کے مطابق آپ کی کتابوں میں کیا کیا لکھا گیا ہے اور کہاں کہاں تضاد بیانی ہے کہ کہیں پر اس کو ہنود کے تہوار سے تشبیح دی گئی تو کبھی عیسائیوں سے (معاذ اللہ)۔ مگر عوام اہل سُنَّت پرنام بٹ ان مسائل سے واقف نہیں ہیں۔ ہم نے بھی پہلے اس پر کلام نہیں کیا تھا۔ مگر اب مجبوری پر کرر ہے ہیں۔ جب آپ نے جو شُلِے انداز میں عوام سے سوال رکھ ہی دیا ہے تو ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ اس کا جواب اور حل دونوں عوام کے درمیاں واضح طور پر پیش ہو جائے۔

(KABEER)
05.06.2020

1/2

-2-

اس کے مطابق میرے چند سوالات ہیں۔

۱) نبی اکرم ﷺ کے وفات کی تاریخ کے مطابق دلائل کہاں ہیں؟

۲) اگر آپ کے پاس ان چیزوں کے لئے وقت نہیں ہے تو اشکال کے طور پر آپ نے عوام سے سوال کیوں کیا؟ ایسے ہی کہہ دیتے جیسا آپ کی کتابوں مین لکھا ہے۔

۳) مدعی آپ ہیں اور سوال آپ نے کیا تھا۔ کیا یہ درست نہیں کہ عوام کی طرف سے ہم اس کا جواب آپ کو دیں اور دلائل طلب کریں؟

۴) سوال عوام کے درمیاں رکھا گیا تو کیا جواب عوام کے درمیاں طلب کرنا غلط ہے؟

آپ سے گذارش ہے کہ ہمیں اس تحریر کے جوابات سے نوازیں۔ اگر آپ تحریر میں جواب دینا درست نہیں سمجھتے ہیں تو صرف اتنا لکھ کر دیدیں کہ **"اس فضول بحث کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے"** آپ کی طرف سے میرے لئے اتنی صند کافی ہوگی جسے میں عوام اہل سُنّت میں پیش کردوں گا جس سے حق اور باطل واضح ہوجائے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس کو لکھنے میں آپ کو صرف چند منٹ لگیں گے اور مجھے امید ہے کہ وہ بھی آپ کی دینی خدمات میں ہی شمار ہونگے۔

جواب کا منتظر

کبیر احمد شیخ

S [signature]

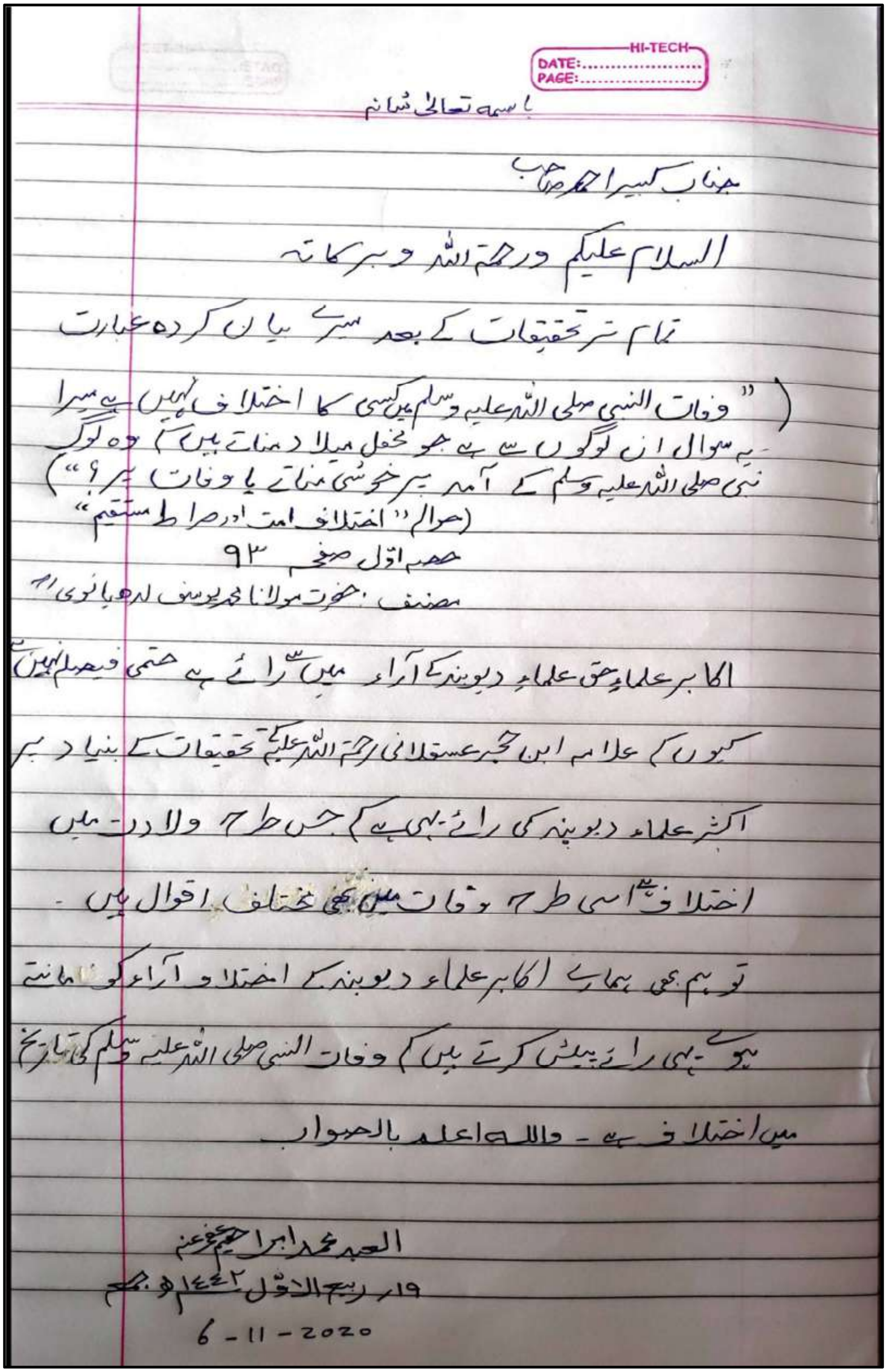
(KABEER AHMED)

EMAIL: gulamnawaz@yahoo.co.in

Whatsapp: ~~+971544230155~~

+971544230155

حافظ صاحب کی طرف سے موصول ہونے والا جواب



HI-TECH
DATE:
PAGE:

باسمہ تعالیٰ شانہ

جناب کبیر احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام تر تحقیقات کے بعد میرے بیان کردہ عبارت

("وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کا اختلاف نہیں ہے میرا یہ سوال ان لوگوں سے ہے جو محفل میلاد مناتے ہیں کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آمد پر خوشی مناتے یا وفات پر؟")
(حوالہ "اختلاف امت اور صراط مستقیم"
حصہ اول صفحہ ۹۳
مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رح)

اکابر علماء حق علماء دیوبند کے آراء میں سے رائے ہے حتمی فیصلہ نہیں ہے
کیوں کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات کے بنیاد پر
اکثر علماء دیوبند کی رائے یہی ہے کہ جس طرح ولادت میں
اختلاف ہے اسی طرح وفات میں بھی مختلف اقوال ہیں۔
تو ہم بھی ہمارے اکابر علماء دیوبند کے اختلاف آراء کو مانتے
ہوئے یہی رائے پیش کرتے ہیں کہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ
میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد ابراہیم عفی عنہ
۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ جمعہ
6-11-2020

اس موضوع پردیوبندیوں کی کتابوں سے چند دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں تاکے عوام کے لئے یہ بات واضح ہوجاے کے ولادت کی طرح وفات میں بھی اختلاف ہے

ضروری وضاحت

میں کسی بھی کتاب کی تشریح نہیں کرونگا۔ اس بات کو عوام کے درمیان رکھتا ہوں. وہ خود فیصلہ کرلیں کے حق کیا ہے اور باطل کیا

DAR UL IFTA JAMIA BINORIA SITE KARACHI PAKISTAN
Ph: 021 - 2560300 - Ext.: 286 | Mobile:03332212607
Web Site: www.onlinefatwa.com | Email:daruliftа@gmail.com

BINORIA International

S No: ---------- 2966
Fatwa No: ----- 349451
Date: ---------- 9/4/2007

NAME :>> muhammad hassan
ADDRESS :>> Botswana
EMAIL :>>
SUBJECT :>> MEELAD

مفتی صاحب آپکی ویب سائٹ کی تحقیق کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن ۱۱ھ میں ہوئی لیکن اگر میں حساب لگاؤں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حجۃ الوداع کے خطبہ سے جو دس ہجری کو ہوا اور وہ جمعہ کا دن تھا تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ربیع الاول پیر کے دن آئے ۱۱ھ میں؟ براہ مہربانی وضاحت فرمائیں ۔۔۔۔ محمد حسان

QUESTION :>>
mufti sahib according to your websites the death\'s date of holy prophet is 12 rabiullawwal on monday in 11 hijri but if i calculate by the last sermon of holy prophet at day of hajj in 10 hijri which was friday how can 12th rabiullawwal come on monday in 11 hijri please explain me

الجواب حامدا ومصلیا۔

واضح ہو کہ ویب سائٹ میں دیا گیا فتویٰ مشہور قول کے موافق ہے اور وہ بارہ ربیع الاول کا ہے۔ جیسا کہ اکثر کتبِ سیر میں مذکور ہے۔ مگر سائل کے توجہ دلانے پر جب اس امر کی مکمل تحقیق کی گئی تو اس قول کا بطلان معلوم ہوتا ہے۔ اس پر ہم اپنے سابقہ فتویٰ میں درج تاریخ سے رجوع کرتے ہیں۔ اور اس سانحہ کی اصل تاریخ علی اختلاف الروایات یکم ربیع الاول یا دوٌ ربیع الاول بنتی ہے۔ پھر شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ کتبِ تاریخ میں در اصل یوں لکھا تھا ثانی شہر ربیع الاول یعنی ربیع الاول کی دو تاریخ (اور یہ ذی الحجہ محرم اور صفر یعنی تینوں مہینوں کو انتیس ۲۹ دنوں کا شمار کرنے سے ممکن ہے) مگر بعد میں کسی ناقل سے لکھنے یا پڑھنے میں غلطی ہو گئی اس نے اس کو ثانی عشر ربیع الاول پڑھ یا لکھ لیا۔ ثانی عشر کے معنی بارہ کے ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ غلط بات پھیل گئی۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سانحہ ارتحال دوٌ ربیع الاول بروز پیر ہوا اور اسی پر اعتماد لازم ہے۔

وفی البدایة والنهایة ـ وقال البیهقی: انبأنا ابو عبد الله :.....

.. فی کتاب المغازی. قال: انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مرض لاثنتین وعشرين ليلة من صفر، وبدأه وجعه عند وليدة له يقال لها ريحانة، كانت من سبي اليهود، وكان اول يوم مرض [فيه] يوم السبت، وكانت وفاته عليه السلام [اليوم العاشر] يوم الاثنين لليلتين خلتا من شهر ربيع الأول لتمام عشر سنين من مقدمه عليه السلام المدينة

وفيه ايضاً ـ فائدة: قال ابو القاسم السهيلي في الروض ما مضمونه: لا يتصور وقوع وفاته عليه السلام يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول من سنة إحدى عشرة، وذلك لانه عليه السلام وقف في حجة الوداع سنة عشر يوم الجمعة، فكان اول ذي الحجة يوم الخميس، فعلى تقدير أن تحسب الشهور تامة او ناقصة أو بعضها تام وبعضها ناقص لا يتصور أن يكون يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول، وقد اشتهر هذا الايراد على هذا القول. ص ۲۳۰ کذا فی الروض الأنف ص ۵۷۷ ج ۷ ـ والله أعلم بالصواب

بنده خالد محمود معاویه
دار الافتاء جامعه بنوریه کراچی
۲۷ - ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
[illegible]
دار الافتاء جامعه بنوریه [illegible]
۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ
11/5/07

دار الافتاء
۳۴۹۴۵

عقائد وایمانیات-بدعات ورسوم

سوال#36190 India

۱۲وفات اور عاشورہ کے دن کیا کرنا چاہیے؟ان کی اسلام میں کیا اہمیت ہے کیا اس دن کام دھندہ نہیں کرنا چاہیے؟میں نے سنا ہے کہ اس دن خوب اچھا کھانا پینا چاہیے؟ایسا کیوں؟براہ کرم، جواب دیں۔

جواب#36190 Published on: Jan 4, 2012

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوی(ل):2/1433-83=165

۱۲/ربیع الاول کے دن کسی خاص عبادت کا ذکر نہیں ملتا،اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ خود ۱۲/ربیع الاول کو یوم وفات ہونے میں اختلاف ہے، مشہور تو یہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲/ربیع الاول کو ہوئی؛لیکن محققین علماء کی رائے یہ ہے کہ تاریخ ولادت ۸/یا۹/ربیع الاول ہے، اگر اس دن کو عید منانے کا سلسلہ شروع سے جاری ہوتا تو تاریخ ولادت میں اختلاف نہ ہوتا،آج کل لوگوں نے ۱۲/ربیع الاول کو بطور عید منانا شروع کردیا ہے،اور طرح طرح کے خرافات کرنے لگے ہیں،ان چیزوں سے احتراز ضروری ہے۔عاشورہ کے دن روزہ رکھنا مسنون ہے،اسی طرح اس دن اہل وعیال پر وسعت کرنے کی فضیلت بعض روایات میں آئی ہے،اس لیے اس دن کھانے پینے میں کچھ وسعت سے کام لینا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

عقائد وایمانیات-بدعات ورسوم

سوال#40345 Pakistan

۱۲ ربیع الاول منانا چاہیے یا نہیں؟اگر ہاں تو کوئی دلیل بتادیں۔اگر نہیں تو بھی دلیل بتادیجئے،اور کوئی کتاب کا نام بتادیجئے جس میں میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کے دور کے بارے میں جو خلفاءراشدین کا دور تھا اس کے بارے میں پڑھ سکوں۔

جواب#40345 Published on: Jul 21, 2012

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوی:D=9/1433/916-1244

12 ربیع الاول آنحضرت صلی الہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات ہے اور مشہور قول کے مطابق یہی تاریخ ولادت بھی ہے،اور ولادت کی تاریخ میں اور بھی اقوال ہیں،چنانچہ راجح قول کے مطابق 9ربیع الاول تاریخ ولادت ہے۔

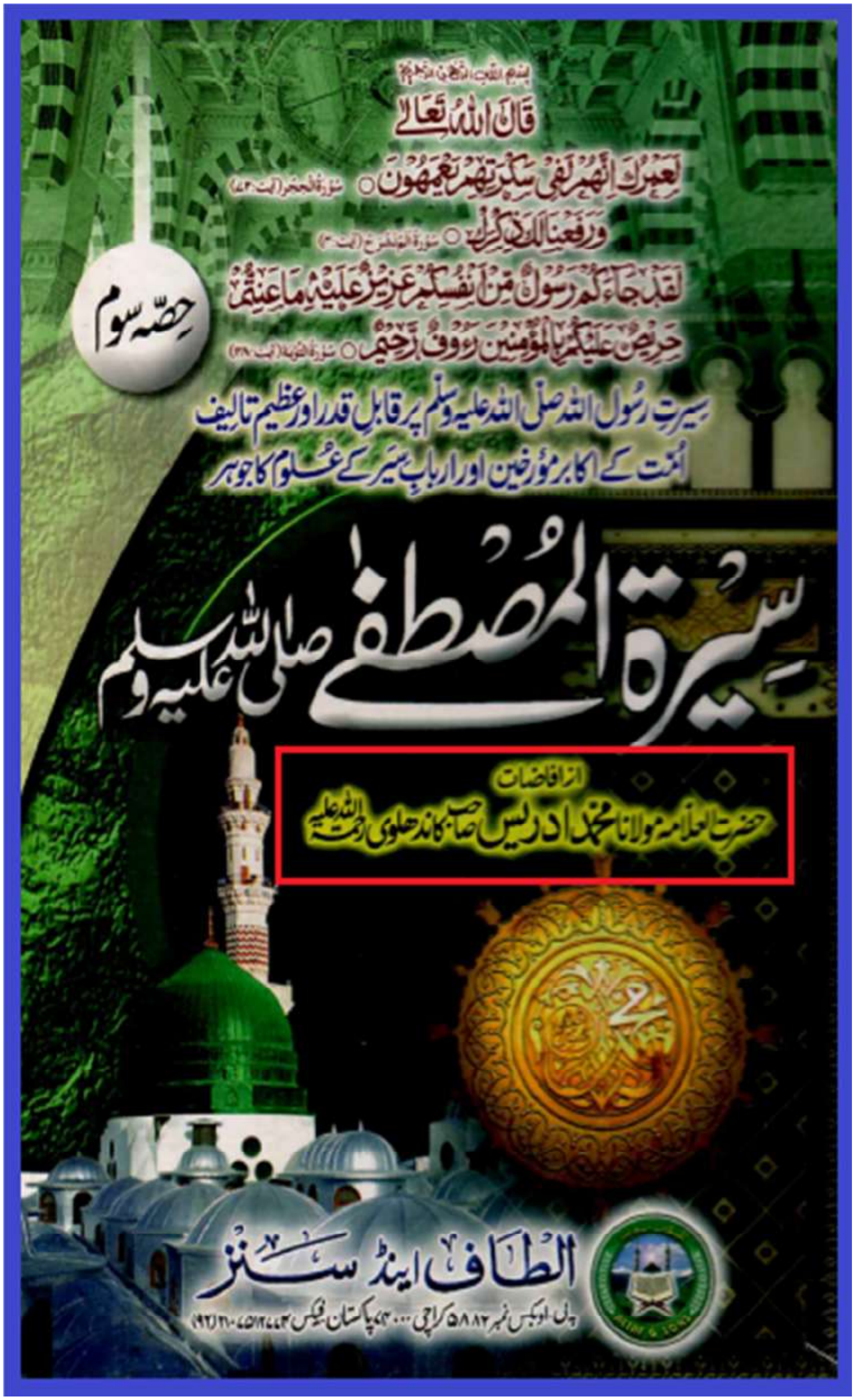
آپ 12ربیع الاول میں کیا منانا چاہتے ہیں؟خوشی یا غمی اور کس طرح منانا چاہتے ہیں اس کی تفصیل لکھئے،جاں نثار صحابہ کرام اور تابعین تبع تابعین کی جماعتِ عاشقین نے کسی طرح بھی "12 ربیع الاول" نہیں منایا نہ خوشی کے طرز پر نہ غمی کے طرز پر۔

(۲)سیرت خلفائے راشدین(مؤلفہ مولانا معین الدین صاحب علیہ الرحمۃ مطبوعہ دارالمصنفین،اعظم گڑھ)کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند


قال اللہ تعالیٰ
لعمرك إنهم لفي سكرتهم يعمهون
ورفعنا لك ذكرك
لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم
حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم
حصہ سوم
سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قابلِ قدر اور عظیم تالیف
اُمت کے اکابر مؤرخین اور اربابِ سیَر کے علوم کا جوہر
سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
از افاضات
حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
الطاف اینڈ سنز

آپ نے ملاءِ اعلیٰ اور قرب خداوندی کو اختیار کر لیا ہے، الغرض آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے (اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی) اور روح مبارک عالم بالا کو پرواز کر گئی اور دستِ مبارک نیچے گر گیا۔ (بخاری شریف) اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تاریخ وفات

یہ جان گداز اور روح فرسا واقعہ جس نے دنیا کو نبوت و رسالت کے فیوض و برکات اور روحی ربانی کے انوار و تجلیات سے محروم کر دیا بروز دوشنبہ دوپہر کے وقت ۱۲ ربیع الاول کو پیش آیا۔

اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ آپ کی وفات ماہ ربیع الاول میں بروز دوشنبہ کو ہوئی اختلاف دو امر میں ہے ایک یہ کہ کس وقت وفات ہوئی دوسرا اس امر میں کہ ربیع الاول کی کونسی تاریخ تھی۔

مغازی ابنِ اسحٰق میں ہے کہ چاشت کے وقت آپ کا وصال ہوا اور مغازی موسیٰ بن عقبہ میں زہری اور عروۃ بن زبیر سے مروی ہے کہ زوال کے وقت وصال ہوا یہی روایت زیادہ صحیح اور یہ اختلاف معمولی اختلاف ہے چاشت اور زوال میں کچھ زیادہ فصل نہیں۔ البتہ تاریخ وفات میں اختلاف شدید ہے، مشہور قول کی بنا پر ۱۲ ربیع الاول کو وفات ہوئی۔ موسیٰ بن عقبہ اور لیث بن سعد اور خوارزمی نے یکم ربیع الاول کو تاریخ وفات بتلایا ہے اور کلبی اور ابو مخنف نے دوم ربیع الاول تاریخ وصال قرار دی ہے۔ علامہ سہیلی نے روض الانف میں اور حافظ عسقلانی نے شرح بخاری میں اسی قول کو مرجح قرار دیا ہے [1]

---

[1] فتح الباری۔ ج: ۸، ص: ۹۸ ۔ زرقانی۔ ج: ۳، ص: ۱۱۰

سلسلہ مطبوعات مجلس
۱۱۸

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

پیغمبر خدا نبی رحمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ وسیرت مبارکہ، جس کی ترتیب وتالیف میں قدیم وجدید معلومات وتحقیقات سے فائدہ اُٹھانے کی امکانی کوشش کی گئی ہے، زمانہ بعثت کی تصویر، معاصر دنیا، جزیرۃ العرب اورحجاز کا اہم تمدنی، سیاسی وتاریخی پس منظر، واقعات وحالات، ہدایات وتعلیمات اورنتائج واثرات کی مستند روداد، جو ہر دور میں افراد واقوام اورنوع انسانی کی ہدایت ورہنمائی کی طاقت وصلاحیت سے معمور ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ترجمہ از عربی
مولانا سید محمد الحسنیؒ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام
ندوۃ العلماء، لکھنؤ

آپؐ نے اپنے مرض وفات میں چالیس غلاموں کو آزاد فرمایا، آپؐ کے پاس سات یا چھ دینار تھے، حضرت عائشہؓ کو حکم ہوا کہ ان کو بھی صدقہ کر دیں (۱)۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی، جس کو کوئی جاندار کھا سکتا، البتہ ذرا سا جو میری الماری پر رکھا ہوا تھا، میں نے اسی میں سے کچھ کھایا وہ بہت دن چلا یہاں تک کہ میں نے ایک دن اس کی ناپ تول کی، بس اسی کے بعد وہ ختم ہو گیا"۔ (۲)

آپؐ کی وفات دوشنبہ کے روز ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو زوال کے بعد ہوئی (۳)، اس وقت عمر شریف تریسٹھ سال تھی (۴)، یہ مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ تاریک اور وحشت ناک دن، سب سے بڑا صدمہ اور ابتلاء، اور پوری انسانیت کا سب سے بڑا سانحہ تھا، جس طرح آپؐ کی ولادت باسعادت کا دن انسانیت کا سب سے مبارک روشن اور تابناک دن تھا، حضرت انس وابوسعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ "جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے تو مدینہ کی ہر چیز آپؐ کی آمد سے روشن اور منور ہو گئی تھی، جس دن آپ کی وفات ہوئی، اس دن اس کی ہر چیز تاریک ہو گئی، ام ایمن بھی رو رہی تھیں لوگوں نے سبب پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ بے شک مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے، لیکن میں اس بات پر رو رہی ہوں کہ وحی کا سلسلہ ہم سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا" (۵)۔

صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی وفات کی خبر کس طرح سنی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر صحابۂ کرامؓ پر بجلی بن کر گری، اس کی وجہ ان کا وہ عاشقانہ تعلق تھا، جس کی نظیر نہیں، وہ آپؐ کے سایۂ شفقت میں اس طرح رہنے کے عادی ہو گئے تھے، جس طرح بچے ماں باپ کے آغوش محبت میں رہتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ، اس لحاظ سے ان پر جتنا بھی اثر پڑتا کم تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ

---

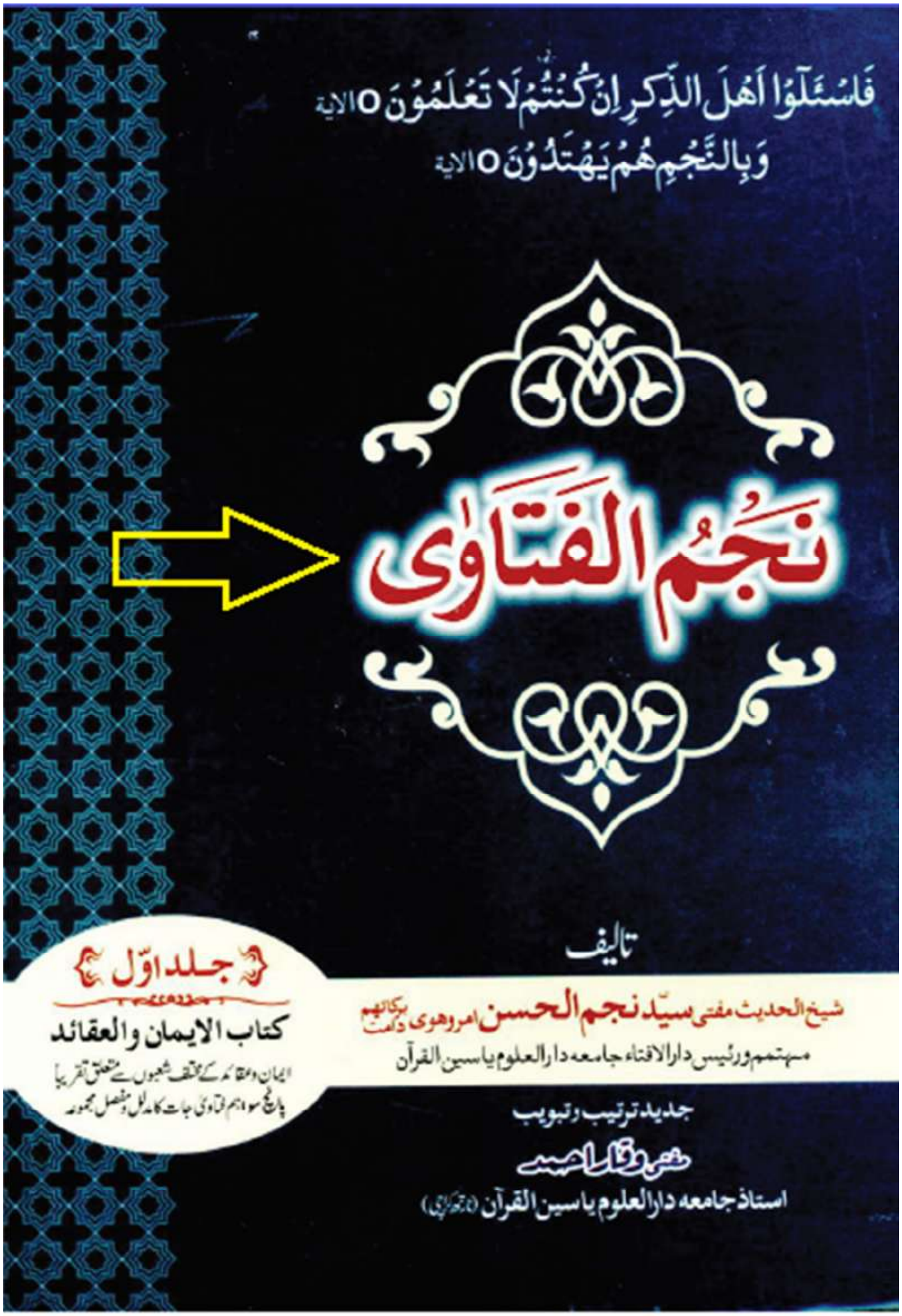
(۱) السیرۃ الحلبیۃ، ج ۳، ص ۳۸۱

(۲) متفق علیہ (البخاری کتاب الرقاق باب فضل الفقر، مسلم، کتاب الزہد)

(۳) بعض روایات میں ضحی اور نحوہ آتا ہے جو چاشت کا وقت ہے (الاستیعاب، ج ۱، ص ۴۷)

(۴) قول راجح کی بنیاد پر۔

(۵) السیرۃ النبویہ از ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۴۴-۵۴۶


فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ الاية
وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ الاية
نجم الفتاوٰی
تالیف
شیخ الحدیث مفتی سیّد نجم الحسن امروھوی دامت برکاتہم
مہتمم ورئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن
جدید ترتیب وتبویب
مفتی وقار احمد
استاذ جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن
جلد اوّل
کتاب الایمان والعقائد
ایمان وعقائد کے مختلف شعبوں سے متعلق تقریباً
پانچ سو اہم فتاوی جات کا مدلل ومفصل مجموعہ

السلام نے ختنہ کیا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے انبیاء ختنہ کراتے تھے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے انبیاء علیہم السلام پیدائشی طور پر مختون پیدا ہوئے۔

لمافی روح البیان (۱/۲۲۳): وقد ولد الانبیاء کلھم مختونین مسرورین ای مقطوعی السرة کرامة لھم الاابراھیم خلیل اللہ فانہ ختن نفسہ ببلدة قدوم بالتخفیف والتشدید وھو ابن مائة وعشرین اولثمانین لیستن بسنة بعدہ.

وفی المرقات (۲/۷): الختان بخاء معجمة وتاء فوقھا نقطتان وھی من سنة الانبیاء کماسبق من لدن ابراھیم علیہ الصلوة والسلام الی زمن نبینا محمد ﷺ وروی ان آدم وشیثا ونوحا وھودا وصالحا ولوطا وشعیبا ویوسف وموسی .... ولدوا مختونین.

(۲۶۳) کیا مرتبہ نبوت ولایت سے افضل ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرتبہ ولایت کبھی مرتبہ نبوت سے افضل ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... مرتبہ ولایت کبھی مرتبہ نبوت سے افضل نہیں ہوسکتا بلکہ ہمیشہ مرتبہ نبوت ہی افضل ہوتا ہے۔

لمافی شرح العقائد (ص۱۴۱): ولایبلغ ولی درجة الانبیاء لان الانبیاء معصومون مامونون عن خوف الخاتمة مکرمون بالوحی ومشاھدة الملک مامورون بتبلیغ الاحکام وارشاد الانام بعد الاتصاف بکمالات الاولیاء.

وفی شرح الفقہ الاکبر (ص۱۱۸): ونبی واحد افضل من جمیع الاولیاء.

(۲۶۴) رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت ووفات اور آپ کے غسل وجنازہ کی کیفیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو غسل کس نے دیا تھا؟ آپ کا جنازہ کس نے پڑھایا؟ نیز تاریخ پیدائش مع تاریخ وفات تینوں اجزاء میں راجح اقوال تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو غسل دیا تھا۔ حضرت عباس، فضل اور قثم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے پہلوئے مبارک بدلتے رہے اور حضرت اسامہ اور صالح رضی اللہ عنہما پانی ڈال رہے تھے۔

آپ کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی بلکہ آپ کے جسد اطہر کو حجرہ مبارکہ میں رکھ دیا گیا۔ صحابہ جماعت در جماعت اندر جاتے، انفرادی طور پر نماز پڑھتے اور واپس آجاتے۔ بس یہی آپ کی نماز جنازہ تھی۔

نیز راجح قول کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت آٹھ [۸] ربیع الاول ہے اور تاریخ وفات بارہ [۱۲] ربیع الاول ہے۔

لمافي البداية والنهاية (٥/٢٢٨): فاسنده علي الي صدره وعليه قميصه وكان العباس وفضل وقثم يقلبونه مع علي وكان اسامة بن زيد وصالح مولاه هما يصبان الماء وجعل علي يغسله.

وهكذا في السيرة النبوية لابن كثير (٤/٥١٨)

وفي السيرة النبوية لابن هشام (٤/٣٢١): .... ثم دخل الناس على رسول الله ﷺ يصلون عليه ارسالا دخل الرجال حتى اذافرغوا ادخل النساء حتى اذا فرغ النساء ادخل الصبيان ولم يؤم الناس على رسول الله احد.

(وهكذا في البداية والنهاية (٥/ ٢٣٢) ....وقال في آخر البحث .....وهذ الصنيع وهو صلاتهم عليه فرادى لم يؤمهم احدعليه امر مجمع عليه لاخلاف فيه).

وفي البداية والنهاية (٢/٢٤٢): وهذا مالاخلاف فيه انه ولد يوم الاثنين ....ثم الجمهور على ان ذلك كان في شهر ربيع الاول فقيل لليلتين خلتامنه ....وقيل لثمان خلون منه حكاه الحميدى عن ابن حزم ورواه مالك وعقيل ويونس بن يزيد وغيرهم عن الزهرى عن محمد بن جبير بن مطعم ونقل ابن عبدالبر عن اصحاب التاريخ انهم صححوه وقطع به الحافظ الكبير محمد بن موسى الخوارزمي ورجحه الحافظ ابوالخطاب بن دحية في كتابه التنوير في مولد البشير والنذير ....والصحيح عن ابن حزم الاول انه لثمان مضين كمانقله عنه الحميدى وهو اثبت.

وهكذا في السيرة النبوية لابن كثير (١/١٩٩)

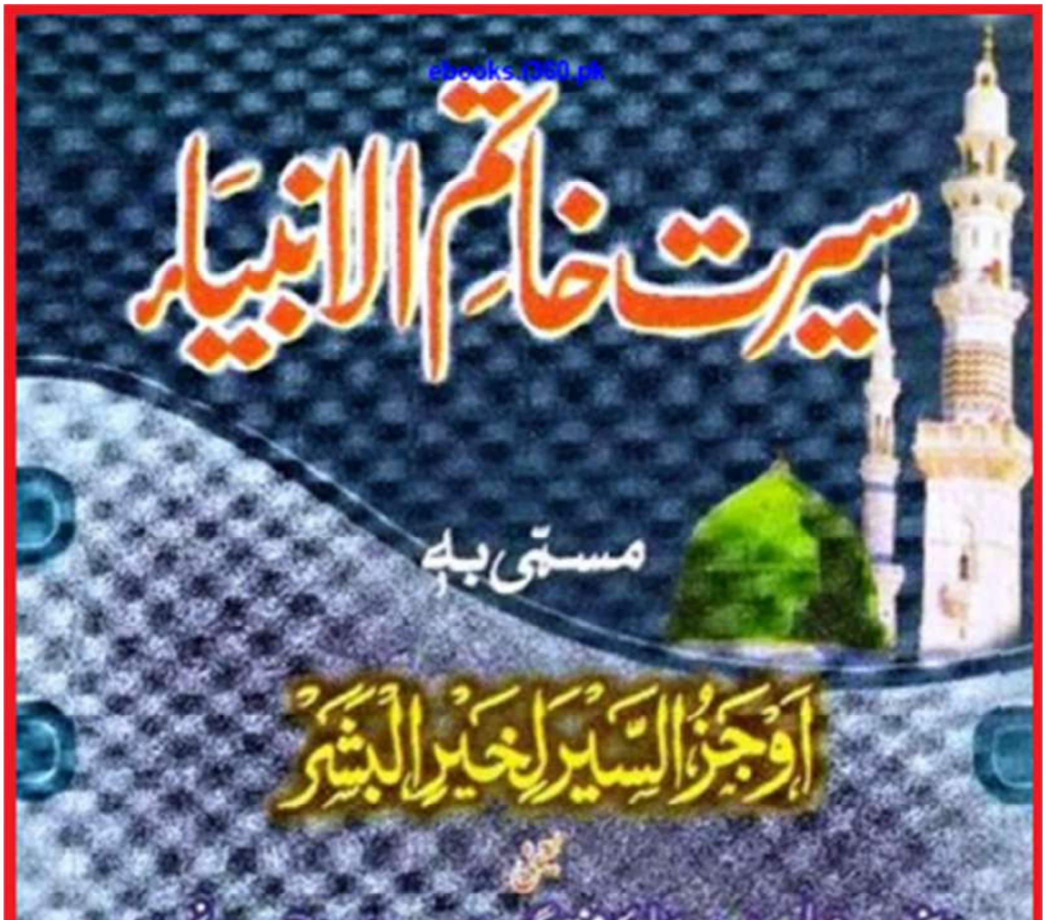
وفي البداية والنهاية (٥/٢٢٤): قال محمد بن اسحاق توفي رسول الله ﷺ لاثنى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول في اليوم الذى قدم فيه المدينة مهاجرا ....قال الواقدى وهو المثبت عندنا وجزم به محمد بن سعد كاتبه ....والمشهور قول ابن اسحاق والواقدى.

وفي المنتظم (٢/٤٧٧): توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين نصف النهار ....خلت مع ربيع الاول سنة احدى عشرة.

وفي تاريخ الطبرى (٢/٣٥٥): عن عبدالله بن ابى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابيه قال توفي رسول الله ﷺ في شهر ربيع الاول في ثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول.

(۲۶۵) حضور ﷺ کی ولادت کس طرح ہوئی؟

سوال......کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نبی کریم ﷺ کی پیدائش اسی طریقہ پر ہوئی جیسا کہ


ebooks.i360.pk
سیرت خاتم الانبیاء
مسمی بہ
اوجز السیر لخیر البشر
یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت جامع و مستند سوانح عمری
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
سابق مفتی اعظم دار العلوم دیوبند
دار الکتاب دیوبند

در نماز خم ابروے توچو یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا۔ اور اس کے بعد پھر باہر تشریف نہیں لائے اسی روز ظہر کے بعد اس عالم سے انتقال فرماکر رفیق اعلی کے ساتھ واصل ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون صحیح بخاری کی روایات کے مطابق اس وقت حضور ﷺ کی عمر شریف ترسیٹھ (۶۳) برس تھی۔

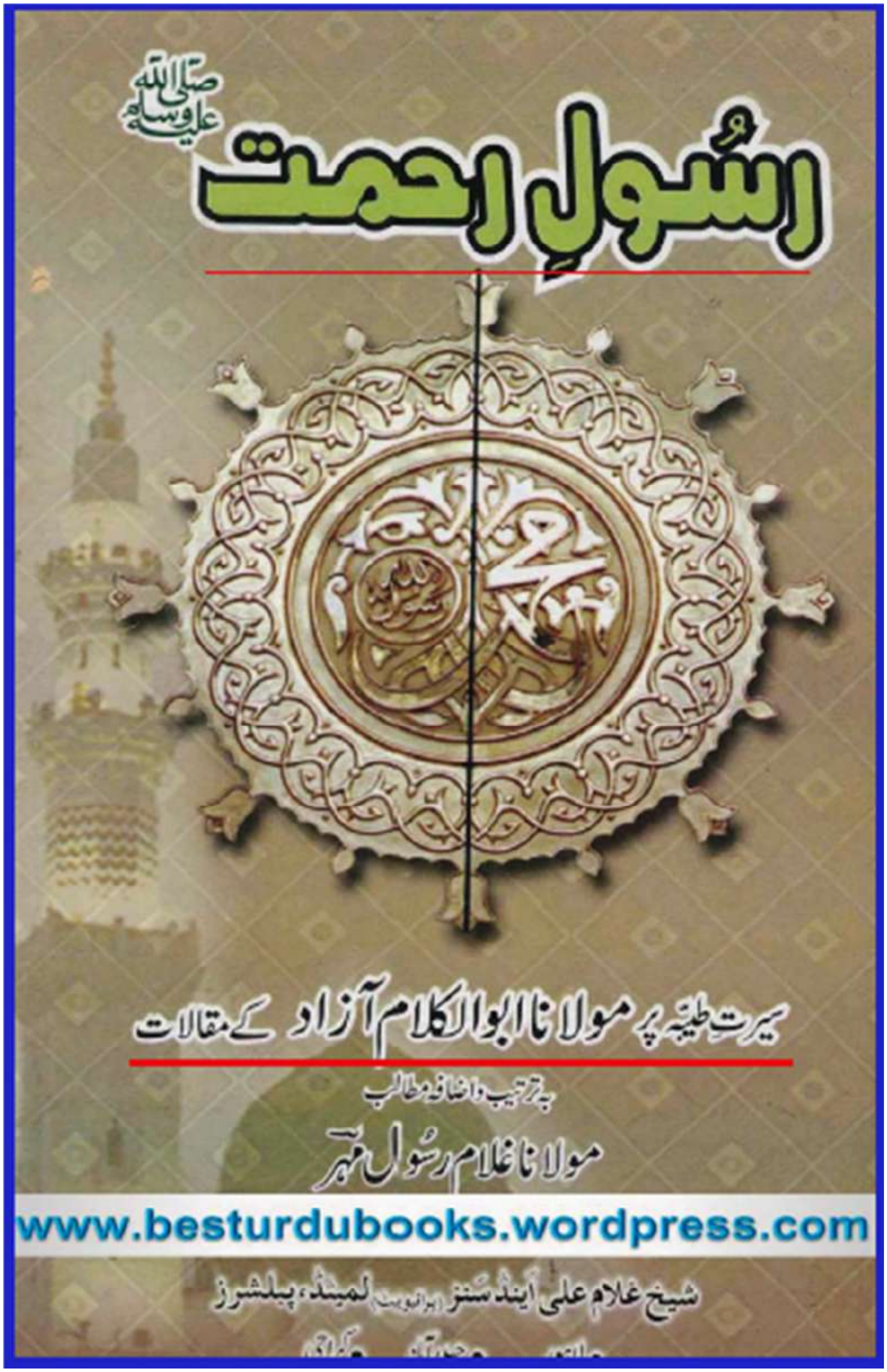
آپ ﷺ کے آخری کلمات

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس مرض کے دوران میں کبھی کبھی آپ ﷺ چہرہ مبارک سے چادر اٹھاکر فرماتے تھے کہ یہود ونصاری پر اس لئے خدا کی لعنت آئی ہے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے غرض یہ تھی کہ مسلمان اس سے بچیں (بخاری ص ۱۰۵)

آورسول اللہ ﷺ نے آخری کلمات میں جس چیز سے ڈرایا تھا وہ بھی آج مسلمانوں نے نہ چھوڑا اور

تاریخ وفات میں مشہور ہے کہ ۱۲ ربیع اول کو واقع ہوئی ہے اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آتے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے ربیع الاول روز دوشنبہ نہیں پڑتی اس لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے کتابت کی غلطی سے (۲ کا ۱۲) اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

104


رسولِ رحمت
صلی اللہ علیہ وسلم
سیرت طیبہ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات
بہ ترتیب و اضافہ مطالب
مولانا غلام رسول مہر
www.besturdubooks.wordpress.com
شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، پبلشرز

فی الرفیق الاعلیٰ فقلت اذًا لا یجاورنا۔[1] رفیق اعلیٰ میں۔ پس میں نے (حضرت عائشہؓ نے) کہا اب آپ ہمارے پاس نہیں رہنا چاہتے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

ربیع الاول ۱۱ھ کی پہلی تاریخ تھی، دوشنبہ کا دن اور سہ پہر کا وقت تھا۔ عمر مبارک تریسٹھ سال سے آٹھ یوم کم تھی۔

تاریخ وفات

عموماً سمجھا جاتا ہے کہ وفات ۱۲۔ ربیع الاول کو ہوئی اور تاریخ ولادت بھی ۱۲۔ ربیع الاول ہی مانی جاتی ہے لیکن چھان بین کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں تاریخیں محل نظر ہیں۔ تاریخ ولادت پر تو دور حاضر میں اتفاق ہو چکا ہے یعنی ۹۔ ربیع الاول عام الفیل۔ یہاں تک کہ قاضی سلیمان مرحوم منصور پوری صاحب "رحمۃ للعالمین" نے اسے درست مانتے ہوئے متوازی عیسوی اور کبری تاریخیں بھی دے دی ہیں لیکن تاریخ وفات قاضی صاحب مرحوم بھی ۱۲۔ ربیع الاول ہی مانتے ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا شبلی مرحوم نے جو کچھ تحریر فرما دیا ہے، اس میں ہمارا کسی اضافے کی گنجائش محسوس نہیں ہوئی اور مرحوم جس نتیجے پر پہنچے، وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مولانا کا استدلال تلخیصاً درج ذیل ہے:

چند امور پر محدثین اور ارباب سیر کا اجماع ہے:

ا ۔ سال وفات ۱۱ھ تھا۔

ب ۔ مہینا ربیع الاول کا تھا۔

ج ۔ یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔

د ۔ دن دوشنبہ کا تھا۔

پھر اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۹۔ ذی الحجہ ۱۰ھ (یوم وقوف عرفات) کو جمعہ تھا[2] اور اس دن سے وفات تک حضور صلعم اکاسی دن جیے۔

نقشۂ حساب

اب حساب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو تیس تیس دن کے فرض کیا جائے۔ یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں۔ اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۱۳۔ ربیع الاول کو ہوگا یا ۱۴۔ ربیع الاول کو۔

۲۔ ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس انتیس دن کے فرض کیا جائے ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔ اس

---

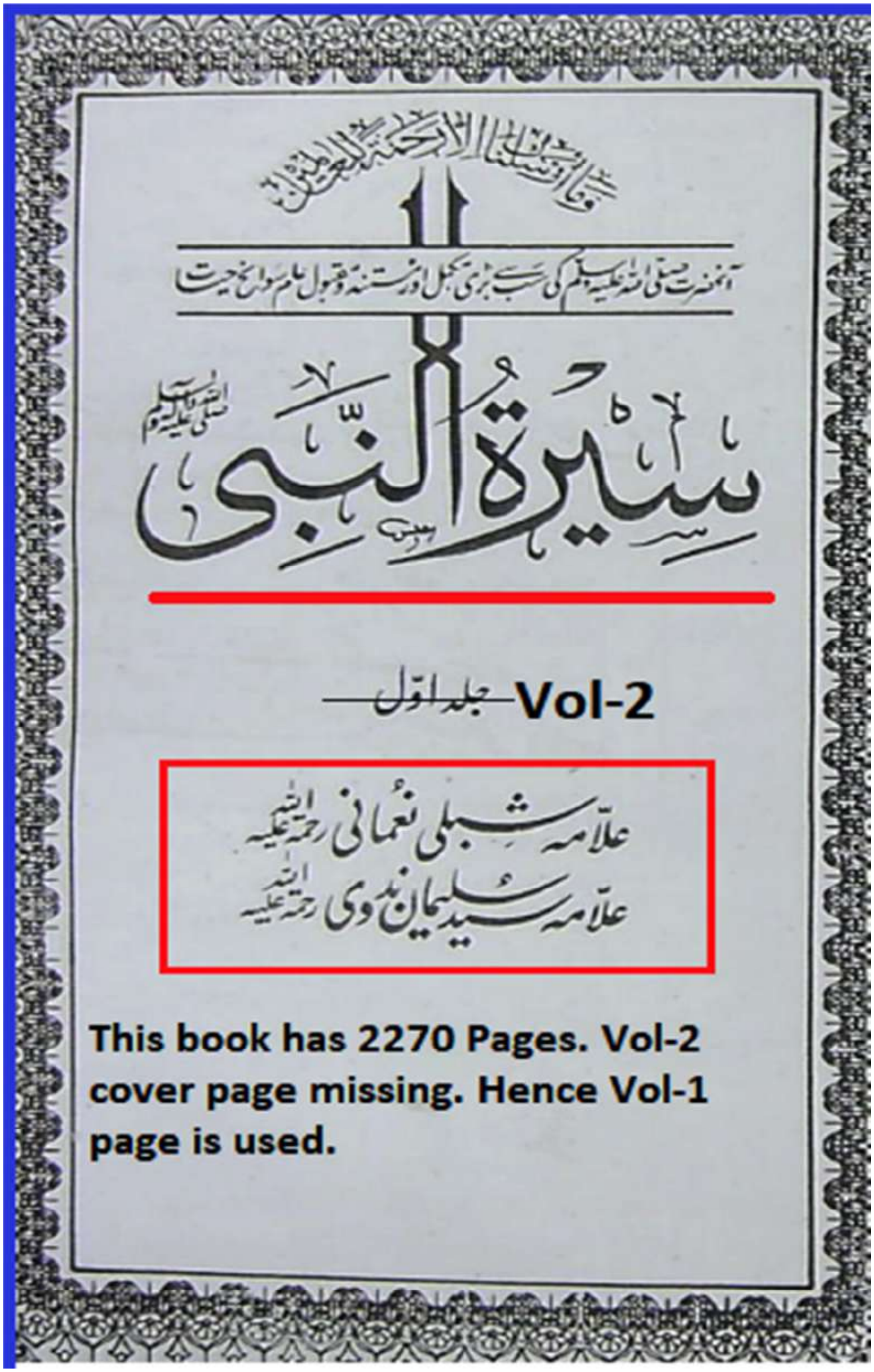
[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی باب مرض النبی و وفاتہ۔ [2] صحیح بخاری سورۂ مائدہ۔ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نیز کتاب الایمان باب زیادۃ الایمان و نقصانہ۔

صورت میں دوشنبہ ۲۔ ربیع الاول کو اور ۹۔ ربیع الاول کو ہوگا۔
باقی ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ یہ ہے:

صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
ذی حجہ ۳۰، محرم و صفر ۲۹	۱	۸	۱۵
ذی حجہ و محرم ۲۹، صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
ذی حجہ ۲۹، محرم ۳۰، صفر ۲۹	۱	۸	۱۵
ذی حجہ ۳۰، محرم ۲۹، صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱
ذی حجہ ۳۰، محرم ۳۰، صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱
ذی حجہ ۲۹، محرم و صفر ۳۰	۵	۱۴	۲۱

ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہوتی ہے۔ اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہو سکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کر لیا جائے۔ ۹۔ ذی حجہ سنہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اور یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو لازماً دوشنبہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم وقوف عرفات سے وفات تک اکاسی دن ہوتے ہیں، اس حساب سے بھی دوشنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے۔ اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی سنہ ۶۳۲ء نکلتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ صرف یہی صحیح ہے تاہم بظاہر حساب کے مطابق یہ تاریخ اس وقت تک مسلّم رہے گی جب تک قوی تر دلیل سے اس کا نقص واضح نہ ہو جائے۔ (مولف)


وما ارسلناك الا رحمة للعالمين
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مکمل اور مستند و مقبول عام سوانح حیات
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
~~جلد اوّل~~ Vol-2
علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
This book has 2270 Pages. Vol-2 cover page missing. Hence Vol-1 page is used.

Page: 103

وفات

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ (زمر)

ربیع الاول ۱۱ھ مطابق مئی ۶۳۳ء

روحِ قدسی کو عالمِ جسمانی میں اسی وقت تک رہنے کی ضرورت تھی کہ تکمیلِ شریعت اور تزکیۂ نفوس کا عظیم الشان کام درجۂ کمال تک پہنچ جائے۔ حجۃ الوداع میں یہ فرضِ اہم ادا ہو چکا، توحیدِ کامل اور مکارمِ اخلاق کے اصول عملاً قائم ہو کر عرفات کے مجمعِ عام میں اعلان کر دیا گیا کہ۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں پوری کر دیں۔

سورۂ فتح کا نزول خاص خاص صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربِ وفات کی اطلاع دے چکا تھا، آپ حکمِ ربانی فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (فتح) کے مطابق زیادہ تر اوقات تسبیح و تہلیل میں بسر فرماتے تھے آپ عموماً ہر سال رمضان مبارک میں دس دن اعتکاف میں بیٹھتے تھے لیکن رمضان ۱۰ھ میں بیس دن اعتکاف میں بیٹھے، سال میں ایک دفعہ ماہِ رمضان میں آپ پورا قرآن ناموسِ اکبر کی زبانی سنتے تھے لیکن وفات کے سال دو دفعہ یہ شرف حاصل ہوا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مناسکِ حج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ مجھے امید نہیں کہ آئندہ سال تم سے مل سکوں، بعض روایتوں میں یہ الفاظ اس طرح وارد ہوتے ہیں، شاید میں اس کے بعد حج نہ کر سکوں۔ غدیر خم کے خطبوں میں بھی اسی قسم کے الفاظ ادا ہوئے۔

غزوۂ اُحد کے بیان میں گزر چکا ہے کہ شہدائے اُحد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی تھی، تمام غزوات میں صرف غزوۂ اُحد ہی ایک ایسا غزوہ ہے جس میں مسلمانوں نے سب سے زیادہ بے کسی کے ساتھ جان دی، اس لئے ان کی یاد آپ کے دل میں اس وقت بھی موجود تھی۔

حجۃ الوداع کے موقع پر تمام مسلمانوں کو اپنے فیضِ دیدار سے مشرف فرمایا اور ان کو حسرت کے ساتھ الوداع کیا شہدائے اُحد جو بَلْ اَحْيَاءٌ کے مژدۂ جانفزا سے فیض یاب تھے، آٹھ برس کے بعد آخری دفعہ آپ نے ان کو بھی اپنی زیارت سے مشرف کرنا ضروری سمجھا چنانچہ اسی زمانہ میں ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور اس وقت اس طریقہ سے ان کو الوداع کیا کہ جس طرح ایک مرنے والا اپنے زندہ اعزہ

ہ صحیح بخاری تفسیر اذا جاء نصر اللہ، اس قسم کی روایتیں طبری، ابن خزیمہ اور ابن مردویہ میں ہیں لیکن مختصراً صحیح بخاری تفسیر اذا جاء میں بھی مذکور ہیں۔ [illegible] فضائل القرآن [illegible] ابو داؤد و نسائی، کتاب الحج۔

کو وداع کر رہا ہے۔ اس کے بعد ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا: میں تم سے پہلے حوض پر جا رہا ہوں، اس کی وسعت اتنی ہے جتنی ایلہ سے جحفہ تک، مجھ کو تمام دنیا کے خزانوں کی کنجی دی گئی ہے، مجھے خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرو گے، لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور اس کے لئے آپس میں کشت و خون نہ کرو، تو پھر اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ آخری دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔

غزوات میں گزر چکا ہے کہ حضرت زیدؓ بن حارثہ کو حدودِ شام کے عربوں نے شہید کر ڈالا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس کا قصاص لینا چاہتے تھے، آغازِ علالت سے ایک روز پہلے آپ نے اسامہ بن زیدؓ کو مامور کیا کہ وہ فوج لے کر جائیں اور ان شریروں سے اپنے باپ کا انتقام لیں۔ (۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ میں آدھی رات کو آپ

ﻪ صحیح بخاری کتاب الجنائز و صحیح مسلم باب اثبات الحوض۔ ﻪ واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس فوج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی جانے کا حکم دیا تھا، لیکن یہ روایتیں بے سند ہیں، اس لئے علامہ ابن تیمیہ نے اس سے شدت کے ساتھ انکار کیا ہے، حضرت عمرؓ کے متعلق تو نہیں کہا جا سکتا لیکن حضرت ابوبکرؓ کو آپ نے ایام علالت میں امام نماز مقرر فرمایا اور یہ صحیح روایت سے ثابت ہے اس بنا پر اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کو جانے کا حکم ہوا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آپ نے مستثنیٰ کر لیا۔ ﻪ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائے مرض کے دن، مدت علالت اور تاریخ وفات کی تعیین میں روایات مختلف ہیں، امر مختلف فیہ سے پہلے ان امور کو بتا دینا چاہیئے جن پر تمام روایات کا اتفاق ہے اور جن پر گویا محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہیں (۱) سال وفات ۱۱ھ ہے (۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا (۳) یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی (۴) دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات کتاب الجنائز) زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل ۱۳ دن بیمار رہے، اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہو جائے کہ آپ نے کس تاریخ کو وفات پائی تو تاریخ آغاز مرض بھی متعین کی جا سکتی ہے، حضرت عائشہؓ ... بروایت صحیح ۸ روز (ایک دوشنبہ سے دوسرے دوشنبہ تک) بیمار رہے اور اسی میں وفات فرمائی اس لئے ایام علالت کی مدت ۸ روز یقینی ہے، عام روایات کی رو سے پانچ دن اور چاہئیں اور یہ قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے اس لئے ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے، علالت کے ۵ دن آپ نے دوسری ازواج کے حجروں میں بسر فرمائے، اس حساب سے علالت کا آغاز چہار شنبہ سے ہوتا ہے۔

تاریخ وفات کی تعیین میں راویوں کا اختلاف ہے کتب حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی بابت کوئی روایت احادیث میں نہیں مل سکی، ارباب سیر کے ہاں تین روایتیں ہیں، یکم ربیع الاول، دوم ربیع الاول، اور ۱۲ ربیع الاول، ان تینوں روایتوں میں باہم ترجیح دینے کے لئے اصول روایت و درایت دونوں سے کام لینا ہے اور روایت دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری ص ۱۸۱۵) اس روایت کو گو اکثر قدیم مورخوں (مثلاً یعقوبی و مسعودی وغیرہ) نے قبول کیا ہے، لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونوں مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہیں، یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے (ذکر وفات)، لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جس کو اس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے ۱۲ ربیع الاول کی ہے، البتہ بیہقی نے دلائل میں باسناد صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبراس ابن سید الناس وفات)، لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے

SEERAT NABI BY SHIBLI NOMANI, VOL-2, PAGE No. 114 & 115

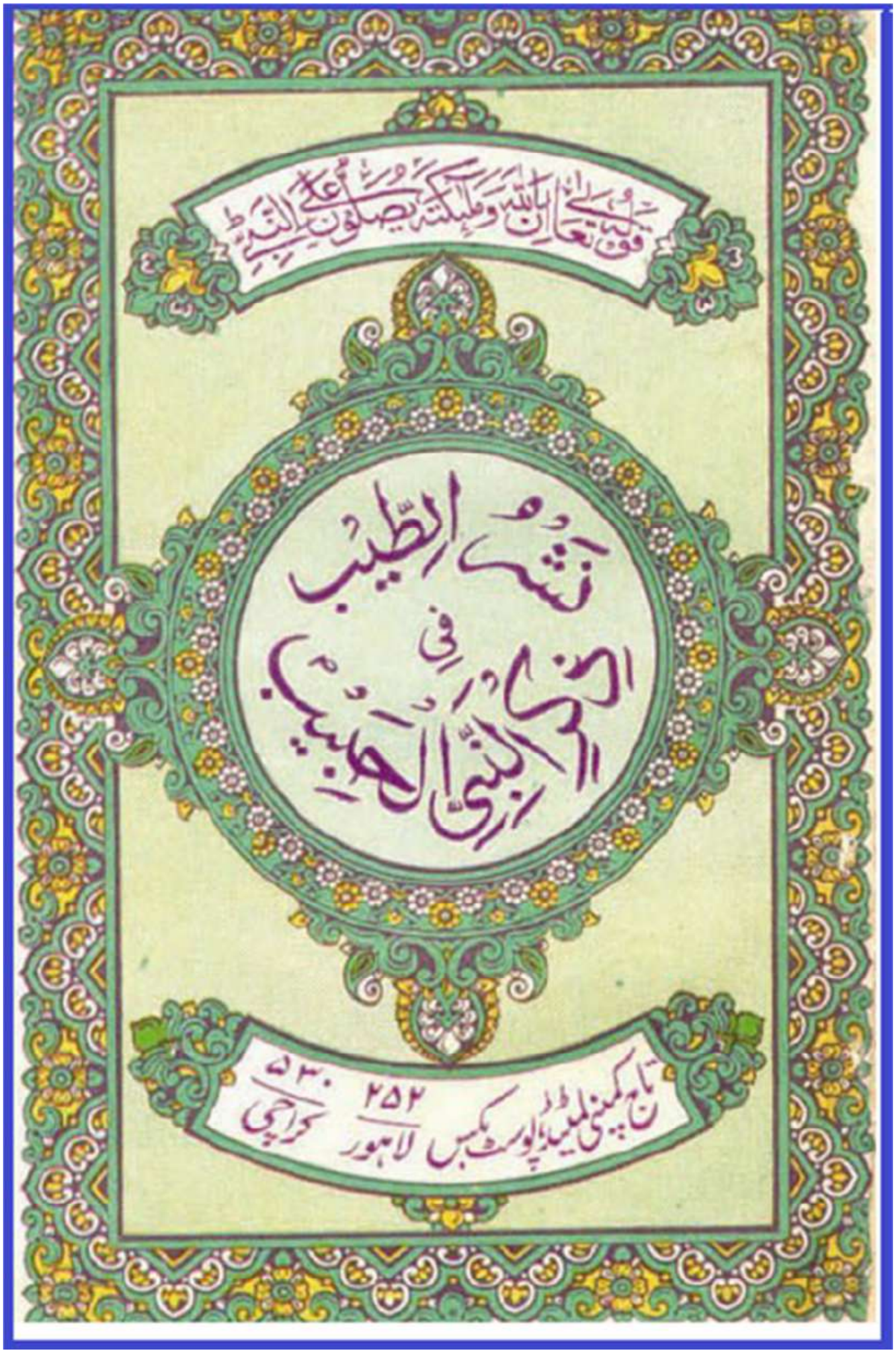
جنت البقیع میں جو عام مسلمانوں کا قبرستان تھا تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا۔ یہ حضرت میمونہؓ کی باری کا دن تھا اور روز چہارشنبہ تھا۔ پانچ دن تک آپ اس حالت میں بھی ازراہ عدل و کرم باری باری ایک ایک بیوی کے حجرہ میں تشریف لے جاتے رہے، دوشنبہ کے دن امرض میں شدت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے روض الانف میں اسی روایت کو اقرب الی الحق لکھا ہے (جلد دوم وفات) اور سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہیں، روز وفات دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ) اس سے تقریباً تین مہینے پہلے ذی الحجہ ۱۰ھ کی نویں تاریخ کو جمعہ کا دن تھا (صحاح قصہ حجۃ الوداع، صحیح بخاری تفسیر الیوم اکملت لکم دینکم) ذی الحجہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تک حساب لگاؤ، ذی الحجہ، محرم، صفر ان تینوں مہینوں کو خواہ ۲۹، ۲۹ خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ بعض ۳۰ کسی حالت اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں پڑ سکتا اس لئے درایۃً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے۔ دوم ربیع الاول کو حساب سے اس وقت دوشنبہ پڑ سکتا ہے جب تینوں مہینے ۲۹ کے ہوں، جب دو پہلی صورتیں نہیں ہیں تو اب صرف تیسری صورت رہ گئی ہے جو کثیر الوقوع ہے یعنی یہ کہ دو مہینے ۲۹ کے اور ایک مہینہ تیس کا لیا جائے، اس حالت میں ۲۹ ربیع الاول کو دوشنبہ کا روز واقع ہوگا اور یہی ثقہ اشخاص کی روایت ہے۔ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ ۹ ذی الحجہ کو جمعہ ہو تو اوائل ربیع الاول میں اس حساب سے دوشنبہ کن کن دن واقع ہو سکتا ہے۔

نمبر شمار	صورت مفروضہ	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱	ذی الحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ دن کے ہوں۔	۶	۱۳	
۲	ذی الحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ دن کے ہوں۔	۲	۱۹	۱۶
۳	ذی الحجہ ۲۹ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو۔	۱	۸	۱۵
۴	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو۔	۱	۸	۱۵
۵	ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو۔	۱	۸	۱۵
۶	ذی الحجہ، ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو۔	۷	۱۴	
۷	ذی الحجہ، ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو۔	۷	۱۴	
۸	ذی الحجہ، ۲۹ کا اور محرم و صفر ۳۰ کے ہوں۔	۷	۱۴	

ان مفروضہ تاریخوں میں سے ۶، ۷، ۸، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۵ خارج از بحث ہیں کہ علاوہ اور وجوہ کے ان کی تائید میں کوئی روایت نہیں، رہ گئیں یکم اور دوم تاریخیں۔ دوم تاریخ صرف ایک صورت میں پڑ سکتی ہے جو خلاف اصول ہے، یکم تاریخ تینوں صورتوں میں واقع ہو سکتی ہے اور تینوں کثیر الوقوع ہیں اور روایت ثقات ان کی تائید میں ہیں اس لئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے، اس روایت میں فقط رویت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے، جس پر اسلامی قمری مہینوں کی بنیاد ہے۔ اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہو سکتے ہوں۔ کتب تفسیر میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم، حضرت ابن عباسؓ سے

لہ ابن سعد و عبد الرزاق بسند صحیح و صحیح مسلم باب الامارۃ


قولہ تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی
نشر الطیب
فی
ذکر النبی الحبیب
تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۲۵۲ لاہور ۵۳۰ کراچی

وفات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہ رض کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے گھر والے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کس کپڑے میں دیں فرمایا میرے ان ہی کپڑوں میں (آپ کا لباس رداء وازار وقمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑوں میں یا یمانی چادر جوڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھے گا فرمایا جب غسل کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھیں گے پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر ان کی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر میں کون اتارے گا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور ان کے ساتھ ملائکہ ہونگے طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جب کہ مسجد میں حضرت ابوبکر رض صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاویں گے اس وقت صحابہ کی بیتابی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکر رض نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول

لے اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

دارالعلوم دیوبند کا ترجمان

دارالعلوم

نگراں
حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند

مدیر
مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری
استاذ دارالعلوم دیوبند

Rs. 40/- | Annual Subscription Rs. 200/-

Annual by Regd Post. Rs. 440/-

DARUL-ULOOM Monthly (Urdu)

Owner :- Darul Uloom Trust.
Place of Publication :- Deoband, Saharanpur, U.P.
Printed at: Mukhtar Printing Press Mohalla Bar Ziyaul Haq
Telefam Chungi, Deoband, Saharanpur, U.P.

E-mail: info@darululoom-deoband.com

ولادتِ نبوی ۱۲/ربیع الاوّل اوروفات ۲/ربیع الاوّل
ایک تحقیق

از: مولانا محمد شفیع قاسمی بھٹکلی
ناظم ادارہ رضیۃ الابرار، بھٹکل

قدیم زمانہ سے یہ بات مشہور ومعروف ہے کہ آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیدائش پیر کے دن ۱۲/ربیع الاول کو ہوئی۔ اور ۱۲/ربیع الاوّل کو برصغیر میں حکومت کی طرف سے چھٹیاں بھی ہوتی ہیں؛ مگر افسوس کہ کچھ لوگ تاریخ ولادت کے بارے میں ایک مہم چلائے ہوئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ۱۲/ربیع الاول کو نہیں ہوئی؛ بلکہ آٹھ (۸) یانو (۹) کو ہوئی، اور کچھ مصنفین کے اقوال دلیل میں پیش کرتے ہیں؛ مگر سچ بات یہ ہے کہ جمہور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۱۲ ربیع الاول ہی ہے۔ سیکڑوں علماء کے اقوال کتابوں میں موجود ہیں۔ لہٰذا صحیح تاریخ ولادت کے متعلق علماء امت کے اقوال کا نقل کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیدائش ۱۲/ربیع الاول کو ہوئی۔

(۲) مشہور مؤرخ امام محمد بن اسحاق فرماتے ہیں: وُلِدَ رسولُ اللّٰہ ﷺ یومَ الاثنین لاثنتی عشرۃ (۱۲) لیلۃً خَلَتْ مِنْ شَھْرِ ربیع الأول عامَ الفیل. (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام ۱/۲۸٤، تاریخ الطبری ۲/۱۵٦، مستدرك حاکم ٤۱۸۲، شعب الایمان للبیھقی ۱۳۲٤، الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ۱/۲۱٦)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ربیع الاول کی بارہویں رات عام فیل (۵۷۱ عیسوی) میں ہوئی۔

(۳) مشہور مؤرخ ومحدث امام ابوحاتم ابن حبانؒ (متوفی ۳۵٤ ہجری) لکھتے ہیں:

وُلِدَ النبیُّ ﷺ عامَ الفیل یومَ الاثنین لاثنتی عشرۃ (۱۲) لیلۃً مَضَتْ من شھر

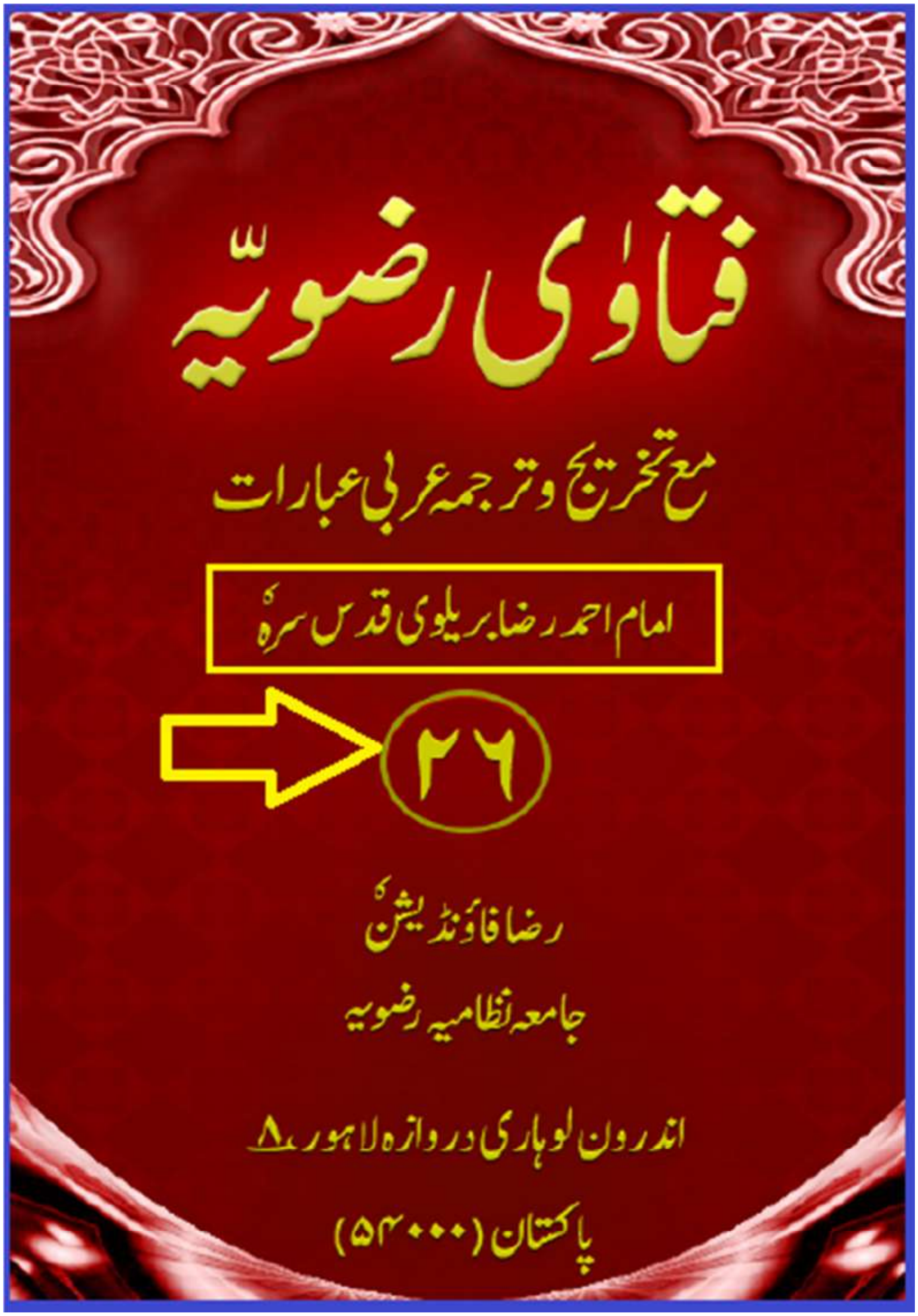
کسی طرح نہیں پڑتا ہے، لہٰذا علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ہی کی رائے کو ماننا پڑے گا کہ آپ کی وفات دو(۲)ربیع الاول بروز پیر کو ہوئی۔

علامہ سہیلی (متوفی ۵۸۱ھ) نے روض الانف میں، علامہ تقی الدین ابن تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) نے منہاج السنۃ میں، علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی میں یکم ربیع الاول لکھا ہے۔ اور علامہ مغلطائی، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں، شیخ محمد بن عمر بحرقی حضرمی شافعیؒ (متوفی ۹۳۰ ہجری) نے حدائق الانوار میں، مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ (مفتی اعظم پاکستان) نے سیرت خاتم الانبیاء میں، میاں عابد احمد نے شانِ محمد ﷺ میں دوم ربیع الاول لکھا ہے، سیرت خاتم الانبیاء کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ تاریخ وفات میں مشہور یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں؛ لیکن حساب سے کسی طرح بھی یہ تاریخ وفات نہیں ہوسکتی ہے؛ کیوں کہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ میں نہیں پڑتی؛ اسی لیے حافظ ابن حجرؒ نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاوّل ہے، کتابت کی غلطی سے ۲ کا ۱۲ بن گیا۔ حافظ مغلطائیؒ نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

بارہ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو پیر کا دن کسی حساب سے نہیں پڑتا، اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کی وفات یکم یا دوم ربیع الاول بروز پیر کو صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ تاریخ ۲۸ مئی ۶۳۲ عیسوی ہوتی ہے۔ جس وقت آپ ﷺ کا وصال ہوا اس وقت مدینہ میں دوم ربیع الاول ۱۱ ہجری مطابق ۲۸ مئی ۶۳۲ عیسوی پیر کا دن تھا اور دوسرے علاقوں میں یکم ربیع الاول ۱۱ ہجری مطابق ۲۸ مئی ۶۳۲ عیسوی پیر کا دن ہوگا۔ اس حساب سے یکم اور دوم ربیع الاول کا اختلاف ختم ہوگا۔ غرض ہر جگہ پر پیر کا دن تھا اور ۲۸ مئی ۶۳۲ عیسوی کی تاریخ تھی، ہجری تاریخ مختلف ملک میں مختلف ہوسکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اعلی حضرت کی کتاب سے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں. اس میں بھی امام ابن حجر عسقلانی رحمت اللہ علیھ کا قول نقل کیا گیا ہے



•

	بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عطاء سے روایت کرتے ہوئے آخر میں یہ اضافہ کیا کہ یوم عرفہ وہ ہے جس کو تم یوم عرفہ سمجھو۔(ت)

یعنی مسلمانوں کا روز عید الفطر و عید الاضحیٰ روز عرفہ سب اس دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں اسے وان لم یصادف الواقع ونظیرہ قبلۃ التحری (اگرچہ وہ واقع کے مطابق نہ ہو اس کی نظیر قبلہ تحری ہے۔ت) لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے قول و عمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فاوفق العمل ماعلیہ العمل (بہترین ومناسب ترین عمل وہی ہے جس پر جمہور مسلمانوں کا عمل ہو۔ت) یہ ہے ان مسائل میں کلام مجمل، اور تفصیل کے لئے دوسرا محل۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ ۲۲۲: سادسہ شمسی تاریخ کیا تھی؟

الجواب:

ولادت اقدس ہجرت مقدسہ سے ترپن ۵۳ برس پہلے ہے، مر فوع ۶۰ سال ۵ مداک، مر فوع ۷ سال مر کا۔ ۵ لح اکہ ۱۸۷۸۱ یوم ہوئے یعنی اس سال کا محرم وسطے سال ہجرت کے محرم وسطے سے اتنے دن پہلے تھا، سات پر تقسیم کئے سے کچھ نہ بچا اور ابتدائے سال ہجری بحساب اوسط پنجشنبہ ہے تو ان ایام مذکورہ کا پہلا دن چارشنبہ تھا اور جبکہ یہ پورے ہفتے ہیں تو ان کا پہلا دن پنجشنبہ تھا، اور جب اس سال کا مدخل پنجشنبہ ہوا تو اس ربیع الاول کا مدخل یکشنبہ تو دوشنبہ کو نویں تھی یعنی یکم وسطے وہ ہلالی سے ایک دن پہلے ہوئی اب مابین التاریخین ہماری تحقیق میں ا ح ح ط ہے ۵ لح ا۔ زھ لح۔ محرم وصفر ط۔ ط ربیع الاول۔ تر نا مو۔ ۵۰۰۵ سال حر ح مط رر ضر ۷۰ سال رور اھ مارچ ال ک تاریخ مطلوب بستم اپریل ۵۷۱، معرفت یوم ہماری جداول سے ۵۷۱۔ ۳۳۶۔ ۳۳۵۔ ۲۸ باقی ۱۱ پس جدول ر میں مقابل ۱۱ دیکھا مدخل ۵۷۱ پنجشنبہ ہوا اور مدخل اپریل چارشنبہ پس بستم اپریل دوشنبہ، وھو المطلوب واللہ تعالٰی اعلم۔

فصل دوم

مسئلہ ۲۲۳: ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وفات شریف حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تاریخ کیا ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤگے۔ت)

Volume-26

الجواب:

قول مشہور ومعتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے، ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت کی:

قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول[1]۔	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارہویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے:

الذی عند ابن اسحٰق والجمہور انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول[2]۔	امام ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال اقدس ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوا۔ (ت)

اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے:

قول الجمہور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول[3]۔	جمہور کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔ (ت)

خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

توفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النہار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ ضحی فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المدینۃ[4]۔	نبی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول شریف اھ بروز پیر دوپہر کے وقت ہوا جس وقت آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔ (ت)

All These Narrations Related to 12th Rabiul Awwal.

Volume-26

[1] الطبقات الکبرٰی ابن سعد ذکر کم مرض رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۲/ ۲۷۲

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ آخر البعوث النبویۃ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۱۰

[3] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد العاشر دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۲۵۰

[4] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ذکر وقت موتہ علیہ السلام مؤسسۃ شعبان بیروت ۲/ ۱۲۶

Page 415 of 613

اسی میں امام ابوحاتم رازی وامام رزین عبدری وکتاب الوفاء امام ابن جوزی سے ہے:

مرض فی صفر لعشر بقین منه وتوفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول یوم الاثنین[1]۔	حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیس صفر کو بیمار ہوئے اور بارہ ربیع الاول پیر کے روز آپ کا وصال ہوا۔ (ت)

کامل ابن اثیر جزری میں ہے:

کان موته صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول[2]۔	حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال بارہ ربیع الاول پیر کے روز ہوا۔ (ت)

مجمع بحارالانوار میں ہے:

وصل بالحق فی نصف نهارہ لاثنی عشر من ربیع الاول وقیل لمستهله وقیل للیلتین خلتا منه والاول اکثر من الاخیرین[3]۔	آپ بارہ ربیع الاول کو واصل بہ حق ہوئے، ایک قول یکم ربیع الاول کو واصل بہ حق ہوئے، ایک قول دو ربیع الاول کا ہے مگر پہلا قول (۱۲ ربیع الاول) آخری دونوں سے اکثر ہے۔ (ت)

اسعاف الراغبین فاضل محمد صبان میں ہے:

توفی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی بیت عائشة یوم الاثنین قبیل الزوال للیلتین مضتا من ربیع الاول وقیل لیلة مضت منه وقیل لاثنتی عشرۃ لیلة مضت منه وعلیه الجمهور[4]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دو ربیع الاول شریف بروز پیر زوال سے تھوڑی دیر پہلے وصال فرمایا۔ ایک قول میں یکم اور ایک قول میں بارہ ربیع الاول ہے اور جمہور اسی قول پر ہیں۔ (ت)

Volume-26

[1] تاریخ الخمیس ابتداء مرضه علیه الصلوۃ والسلام مؤسسة شعبان بیروت ۲/ ۱۶۲

[2] الکامل فی التاریخ ابن اثیر ذکر مرض رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دار صادر بیروت ۲/ ۳۲۳

[3] مجمع بحار الانوار فصل فی السیر من سیرنا المختصر فی سبب قدوم الحبشه الخ مکتبه دار الایمان المدینة المنورہ ۵/ ۲۹۳

[4] اسعاف الراغبین

وھم وکانہ شبہ علیہ خلتا بقیتا فان الحفاظ انما یذکرون ھٰھنا سوی المشھور قولین لاغیر۔	بروز پیر وصال فرمایا اقول: (میں کہتاہوں) یہ وہم ہے گویا کہ قائل کو خَلَتَا کے بجائے بقِیتا کا اشتباہ ہوا کیونکہ حفاظ نے یہاں پر قول مشہور کے علاوہ فقط دو ہی قول ذکر کئے ہیں (ت)

تفصیل مقام وتوضیح مرام یہ ہے کہ وفات اقدس ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ میں واقع ہوئی، اس قدر ثابت ومستحکم ویقینی ہے جس میں اصلاً جائے نزاع نہیں۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری ومواہب لدنیہ وشرح زرقانی میں ہے:

(ثم ان وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی یوم الاثنین) کما ثبت فی الصحیح عن انس ورواہ ابن سعد باسانیدہ عن عائشۃ وعلی وسعد وعروۃ وابن المسیب وابن شھٰب وغیرھم (من ربیع الاول بلا خلاف) کماقال ابن عبدالبر بل کادیکون اجماعاً[1]۔ الخ	(پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیر کے روز ہے) جیسا کہ صحیح میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ثابت ہے۔ اس کو ابن سعد نے اپنی صحیح سندوں کے ساتھ سیدنا عائشہ صدیقہ، علی مرتضٰی، سعد، عروہ، ابن مسیب اور ابن شہاب وغیرہ سے روایت کیاہے رضی اللہ تعالٰی عنہم (ربیع الاول میں وصال مبارک کے ہونے میں کوئی اختلاف نہیں) جیسا کہ ابن عبدالبر نے کہابلکہ تقریباً اس پر اجماع ہے الخ (ت)

ادھر یہ بلاشبہ ثابت کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اس کی پہلی روز پنجشنبہ تھی کہ جمعۃ الوداع شریف بالاجماع روز جمعہ ہے،

وقد ثبت ذٰلك فی احادیث صحاح لامنازع لھا فلاحاجۃ بنا الی اطالۃ الکلام بسردھا۔	تحقیق یہ ایسی صحیح حدیثوں سے ثابت ہوچکاہے جن کا کوئی مزاحم نہیں لہذا ہمیں اس کی تفصیل میں طویل کلام کی کوئی ضرورت نہیں۔ (ت)

اور جب ذی الحجہ ۱۰ھ کی ۹ روز پنجشنبہ تھی تو ربیع الاول ۱۱ھ کی ۱۲ کسی طرح روز دوشنبہ نہیں آتی کہ اگر ذی الحجہ، محرم، صفر تینوں مہینے ۳۰ کے لئے جائیں تو غرہ ربیع الاول روز

Volume-26

[1] المواہب اللدنیۃ آخر البعوث النبویۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۶۲۹، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ آخر البعوث النبویۃ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۱۱

چارشنبہ ہوتاہے اور پیر کی چھٹی اور تیرہویں، اور اگرتینوں ۲۹ کے لیں تو غرہ روز یکشنبہ پڑتاہے اور پیر کی دوسری اور نویں، اور اگران میں کوئی سا ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجئے تو پہلی سہ شنبہ کی ہوتی ہے اور پیر کی ساتویں چودھویں، اور اگر ایک کامل دو ناقص مانئے تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں پندرھویں، غرض بارہویں کسی حساب سے نہیں آتی، اور ان چار کے سوا پانچویں کوئی صورت نہیں، قول جمہور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا اور اسے لاحل سمجھ کر انہوں نے قول یکم اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا۔

فی المواہب بعد ذکرالقول المشہور(استشکلہ السہیلی وذٰلک انہم اتفقوا ان ذا الحجہ کان اولہ یوم الخمیس)للاجماع ان وقفۃ عرفۃ کانت الجمعۃ (فمہما فرضت الشہور الثلٰثۃ توام اونواقص اوبعضہا لم یصح)ان الثانی عشر من ربیع الاول یوم الاثنین (قال الحافظ ابن حجر وہو ظاہر لمن تأملہ وقد جزم سلیمٰن التیمی احد الثقات بان ابتداء مرضہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یوم السبت الثانی و العشرین من صفر ومات یوم الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاول فعلی ہذا یکون صفر ناقصاً ولایمکن ان یکون اول صفر السبت الا ان یکون ذوالحجہ والمحرم ناقصین فیلزم منہ نقص ثلٰثۃ

مواہب لدنیہ میں قول مشہور کے ذکر کے بعد ہے۔ سہیلی نے اس پر اعتراض وارد کیاہے وہ یہ ہے کہ علماء ذوالحجہ کے جمعرات کو شروع ہونے پر متفق ہیں کیونکہ وقوف عرفہ بروز جمعہ ہونے پر اجماع ہے۔ تو اب اگر تینوں مہینے (ذوالحجہ، محرم، صفر) کامل (تیس تیس دن کے) فرض کئے جائیں یا تینوں ناقص (انتیس انتیس دن کے) فرض کئے جائیں یا بعض کامل اور بعض ناقص فرض کئے جائیں کسی صورت میں یہ صحیح نہ ہوگا کہ بارہ ربیع الاول شریف پیر کے دن ہو۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہ اشکال اس شخص پر ظاہر ہے جو تامل کرے۔ سلیمان تیمی جو کہ ثقہ ہیں قطعی طور پر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیماری کا آغاز بائیس صفر بروز ہفتہ ہوا اور آپ کا وصال دو ربیع الاول شریف کو ہوا، اس حساب سے ماہ صفر ناقص ہوگا اور جب تک ذوالحجہ اور محرم ناقص نہ ہوں صفر کا آغاز ہفتہ کے روز ہونا ممکن نہیں۔ اس طرح تین مسلسل مہینوں کا ناقص ہونا لازم آئے گا جو کہ مسلسل

Referring Imam Suhaili & Ibn Hajr Related to Hujjatul Widaah Hadith (Sahih Bukhari).

Contact Details:

KABEER AHMED SHAIK
PERNAMBUT, TAMILNADU, INDIA.
Email: gulamnawaz@yahoo.co.in